Date: 21/08/24 Day: ....

Name: Attia Altaf.
Batch: 63.
Paper: Islamic Studies

سوال نمبر 3:

اسلام میں صوم (روزہ) کے فلسفے پر تفصیل سے بحث کریں۔ اس کے سماجی، اخلاقی اور روحانی اثرات کا تجزیہ کریں۔

1⇐ تعارف:

روزہ سے مراد رمضان کے مہینے میں صبح سے لے کر غروب آفتاب تک عبادت کی نیت کے ساتھ کھانے پینے اور مباشرت سے پرہیز کرنا ہے یہ بڑی عبادت اللہ تعالیٰ سے اخلاص کا بھرپور مظاہرہ ہے۔ اس سے تقویٰ اور ضبط نفس کے اعلیٰ اوصاف پیدا ہوتے ہیں نیز جفاکشی اور مشقت اٹھانے کی تربیت ہوتی ہے۔ روزہ ہر بالغ اور عاقل مسلمان پر فرض ہے۔ رمضان میں قیام اللیل اور تراویح کا بہت اجر ہے۔ لیلۃ القدر اور اعتکاف میں بیٹھنے کی فضیلت الگ سے ہے عید سے پہلے صدقہ فطر بھی ادا کیا جاتا ہے۔ جو کہ ہر شخص پر لازم ہے۔ روزے کے بے پناہ روحانی، اخلاقی اور سماجی اثرات ہیں۔

2⇐ معنی و تصور:

لغوی اعتبار سے روزے (صوم) کا مطلب ہے "رک جانا"، "باز رہنا"۔ لیکن شرعی اصطلاح میں اس سے مراد "فجر سے لے کر مغرب تک کھانے پینے اور عمل مباشرت اور دیگر برائیوں سے مکمل طور پر اجتناب کرنا ہے۔" قرآن مجید و حدیث میں صوم و صیام کے الفاظ آئے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں اسے روزہ کہا جاتا ہے۔

Date: .... Day: ....

3 ⟸ روزے کی اہمیت اور مقام قرآن میں :-

روزے کی اہمیت کے بارے میں قرآن میں متعدد مقامات پر اس کا ذکر آیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

ترجمہ :- "اے ایمان والو! تم پر روزے اس طرح فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے دوسرے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے۔ تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ" ۔ (البقرہ)

4 ⟸ روزے کی اہمیت حدیث میں :-

(a) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کیے اور میں نے تمہارے لیے نماز تراویح تجویز کی ہیں جو لوگ روزے رکھیں گے اور تراویح پڑھیں گے ایمان اور احتساب کے ساتھ تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہوں گے جیسے اس دن جب وہ پیدا ہوئے تھے۔ گناہوں سے پاک تھے۔"

(b) ترمذی اور ابو داؤد کے مطابق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
"جو شخص رمضان کا ایک روزہ بھی بلا عذر شرعی (سفر اور مرض) میں چھوڑ دے پھر مدت عمر روزے رکھے تو بھی اس کی تلافی نہیں ہو سکتی"

5 ⟸ روزے میں رخصتیں :-

(a) اگر کوئی شخص بیمار ہو اور اس میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو، یا روزہ رکھنے سے اس کی مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو اسے رخصت ہے کہ روزہ نہ رکھے اور رمضان کے بعد مناسب وقت پر قضا کرے۔ یہی حکم مسافر کے لیے بھی ہے

Date: .... Day: ....

ترجمہ: تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھیں۔ (البقرہ)

(b). نابالغ اور مجنون پر روزہ فرض نہیں

(c) سفر میں روزہ رکھنے کی رخصت ہے بشرطیکہ اہل سنت کے مطابق سفر کم از کم تین منزل ۴۸ میل کی مسافت کا ہو اور منزل پر پندرہ دن سے زیادہ قیام کا ارادہ نہ ہو سفر میں جتنے روزے رہ جائیں گے بعد میں ان کی قضا کرے۔

(d) عمر رسیدہ اور کمزور آدمی چاہے تو روزہ نہ رکھے۔ اس کی جگہ فدیہ ادا کرے۔ فدیہ یہ ہے کہ ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلائے یا کھانے کے برابر جنس دے۔

(e) بچے کو دودھ پلانے والی ماں کی رخصت ہے کہ رمضان کے روزے نہ رکھے تاکہ بچے کے لیے دودھ میں کمی واقع نہ ہو۔ رمضان کے بعد ان روزوں کو قضا کرے۔

نماز تراویح:-

رمضان المبارک میں مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے نماز تراویح ادا کرنا سنت ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ نماز پڑھی ہے تراویح کی جماعت کرنا سنت کفایہ ہے تراویح کی تعداد آٹھ یا بیس رکعتیں ہیں۔ دو دو رکعت کی نیت کے ساتھ ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر بیٹھنا مستحب ہے اس کو ترویحہ کہتے ہیں۔ اس تسبیح کا پڑھنا افضل ہے۔ تسبیح کے الفاظ یہ ہیں۔

سبحان ذی الملک والملکوت۔ سبحان ذی العزۃ والعظمۃ والھیبۃ والقدرۃ والکبریاء والجبروت۔ سبحان الملک الحی الذی لا ینام ولا یموت۔ سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح۔ اللھم اجرنا من النار۔ یا مجیر یا مجیر یا مجیر۔

Date: .... Day: ....

7 ⇐ اعتکاف :-

شرعی اصطلاح میں اعتکاف کے معنی ہیں کہ انسان کا مسجد یا گھر کے کسی معین گوشہ میں بحالت روزہ عبادت کی نیت سے جم کر بیٹھ جانا اور سوائے طبعی حاجات کے وقت مقررہ تک اس گوشہ سے نہ نکلنا۔ یہ اعتکاف مسنون ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ کیا کرتے تھے۔ اعتکاف کے متعلق مختصر طور پر اتنا جان لینا چاہیئے کہ معتکف گویا سب سے کٹ کر حق تعالیٰ سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ دنیاوی امور و مشاغل سے کنارہ کش ہو کر گوشہ نشینی اختیار کر لیتا ہے۔ اور خود کو عبادت الٰہی کے لیے وقف کر دیتا گویا دنیا کے سامنے رجوع الی اللہ کا ایک کامل نمونہ ہوتا ہے۔ اعتکاف رمضان المبارک کے آخری عشرے میں کیا جاتا ہے

8 ⇐ روزہ توڑنے کے نتائج :-

جان بوجھ کر روزہ توڑنے سے درج ذیل طریقوں سے اس کی تلافی کرنا لازم ہے۔

(a) ایک غلام آزاد کرے۔ اس طرح ممکن نہ ہو تو

(b) دو مہینے لگاتار روزے رکھے کرے اگر یہ ممکن نہ ہو تو

(c) 60 لوگوں کو کھانا کھلا کر یا لباس دے کر

9 ⇐ نوافل روزے :-

بعض نوافل روزے منقول ہیں

(a) شوال کے مہینے میں 6 روزے رکھنا (b) ہر سوموار اور جمعرات کے روزے رکھنا

(c) ہر قمری مہینے کی 15، 14 اور 13 تاریخ کے روزے (d) یوم العرفہ (9 ذی الحج کا روزہ)

(e) یوم عاشورہ ایک روزہ 9، 11 محرم کو (f) رجب، شعبان کے روزے

(g) جو لوگ حج نہیں کر رہے وہ ذی الحج کے پہلے 9 ایام کے روزے رکھیں

(h) نفل روزہ اگر ٹوٹ جائے تو اس کی قضا نہیں ہوتی۔

Date: .... Day: ....

۴) روزوں کے لیے ممنوع ایام:-

(i) سال کے پانچ دن روزہ رکھنا

(ii) عیدین کے دن روزہ رکھنا

(iii) روزے کے روحانی، اخلاقی اور سماجی اثرات:-

(الف) روزے کے روحانی اثرات:-

(i) تقویٰ کا حصول:-

خود باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزے اس لیے فرض کیے گئے ہیں تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔ روزے میں انسان ممنوع اور حرام چیزوں کو بھی بعض حلال چیزوں سے بھی پرہیز کرتا ہے۔

(ii) ضبط نفس:-

روزے سے انسان کے اندر ضبط نفس کا ملکہ پیدا ہوتا ہے۔ روزہ ضبط و نفس کی تربیت ہے۔ اور ضبط نفس کا ملکہ کھلوانا ہے اور دینوی امور میں کامیابی کا ضامن ہے۔

(iii) اخلاص:-

روزے سے انسان کے اندر اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسی عبادت ہے جو محض بندے کو خدا کو ہی معلوم ہوتی ہے۔ انسان تنہائی میں بھی ممنوعہ چیزوں سے پرہیز کرتا ہے صرف اللہ کے لیے۔ روزے میں دکھاوا، ریاکاری اور کوئی دینوی مفاد و منفعت مقصود ہی نہیں ہوتے۔

(iv) اجر عظیم:-

روزہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتا ہے۔ اس لیے اس کا اجر بھی عظیم ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔

(ب) اخلاقی اثرات (i) سیرت و کردار کی تعمیر:-

رمضان کی وجہ سے مسلمانوں کی سیرت و کردار کی تعمیر بہترین

Date: .... Day: ....

خطوط پر ہوتی ہے۔ ان میں صبر و تحمل، برداشت، حب الٰہی، رشد، عبادت جیسی خوبیاں پیدا ہوتی ہے اور انسان ایک بہترین مسلمان بن جاتا ہے۔

(iii) **جنت کی طرف جانے کا راستہ:-**

ماہ رمضان میں جب مومن روزہ رکھتا ہے تو خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے اور جنت کی طرف جانے کا راستہ تلاش کر لیتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

"جنت میں دروازہ ریان ہے اس میں قیامت کے دن روزہ دار داخل ہوں گے۔"

(iii) **صبر:-**

رمضان مسلمانوں میں صبر پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ جس کی وجہ سے انسان میں مشکلات سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔

(c) **سماجی اثرات:-**

(i) **باہمی احساس:-**

جب ایک مسلمان روزہ رکھتا ہے تو اس کو بھوک پیاس کا احساس ہوتا ہے۔ وہ غریبوں، ناداروں، ضرورتمندوں کی مشکلوں کو سمجھتا ہے۔ یعنی اس بابرکت مہینے کی وجہ سے ایک دوسرے کی مدد کرنے کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

(ii) **بہترین قوم کی تشکیل:-**

رمضان پاک ایک ایسا مہینہ ہے۔ جو کہ مسلمان قوم میں بیک وقت صبر و تحمل، بھائی چارہ، ضبط نفس، تقویٰ، پرہیزگاری جیسی خصوصیات پیدا کرتا ہے۔

(iii) **حوصلہ مند قوم کی تشکیل:-**

رمضان المبارک ایسا مہینہ ہے جو کہ مسلسل روزوں کے ذریعے مسلمانوں میں جفاکشی، ضبط تحمل کی ایسی خوبیاں پیدا ہوتی ہے۔ جن کی وجہ سے وہ بڑی بڑی مصیبت کو بھی نظر میں نہیں لاتے۔ اس سے ایسی قوم تشکیل پاتی ہے۔ جو کہ زمانے کی سختیوں کو سہنے کی اہل ہوتی ہے۔

سوال نمبر ۶:- اسلام میں اجماع کے تصور اور اس کے اصولوں کو واضح کریں۔ شریعت کے ثانوی ماخذ میں اس کی کیا اہمیت ہے؟ وضاحت کریں۔

1. تعارف:-

ماہرین اصول فقہ نے ماخذ شریعت کو جن چار اقسام میں تقسیم کیا ہے ان میں قرآن وسنت کا تعلق وحی الٰہی سے ہے جب کہ دیگر دو اقسام "اجماع اور قیاس" کا تعلق قرآن وسنت کی روشنی میں مجتہدین کے انفرادی اجتماعی" اجتہاد اور قیاس" سے ہے۔ پہلے دونوں ماخذ پائیدار اصولوں پر قائم ہیں۔ جب کہ باقی دونوں میں انسانوں کے اخلاقی اتفاق اور قیاس وفکر کو پورا پورا دخل ہے اس لیے ان کا حیثیت پہلے دونوں ماخذ کی طرح اٹل اور ناقابل تبدیل نہیں ہے۔

2. اجماع کی لغوی تعریف:-

"اجماع" کے لغوی معنی اشیا کو اکٹھا کرنے اور باہم ملانے کے ہیں۔ امام راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں۔ "جمع ایک شے کو دوسری شے کے قریب لاکر انہیں باہم ملانے کا نام ہے۔" میں نے اسے ملایا تو وہ مل گیا"۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "اور سورج اور چاند اکٹھے کر دیے جائیں گے۔"

3. اصطلاحی معنی:-

لفظ اجماع کے اصطلاحی معنی اسی لغوی معنی کے قریب قریب ہیں۔ اصطلاحی معنوں میں کسی زمانے کے مجتہدین کا کسی فیصلے پر جمع ہو جانے کے عمل اجماع سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ امام غزالیؒ اس کی تعریف ایسے فرماتے ہیں۔

"ہم اس سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت کا خاص طور پر کسی دینی معاملے پر اتفاق مراد لیتے ہیں۔"

Date: .... Day: ....

۶۔ **حجیت اجماع کے دلائل:-**

علماء نے اجماع کی حجیت پر درج ذیل طرح کے دلائل پیش کیے ہیں۔

1۔ **قرآن مجید اور حجیت اجماع:-**

قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات مبارکہ کو اجماع کے جواز کی دلیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

ترجمہ:- "اور اسی طرح ہم نے تم کو ایسی جماعت بنا دیا جو ہر پہلو سے اعتدال پر ہے تاکہ تم لوگوں کے مقابلے میں گواہ ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پر گواہ ہوں" (البقرۃ: 143)

ترجمہ:-

"اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور باہم نااتفاقی نہ کرو"

2۔ **احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حجیت اجماع:-**

قرآن حکیم کی طرح احادیث مبارکہ سے بھی امت کا اجماع کا اثبات ہوتا ہے۔ چند احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں

(i) حضرت عبداللہ بن عباس رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ترجمہ:- "جس شخص نے (مسلمانوں) کی جماعت کو ایک بالشت بھر بھی چھوڑا، پھر وہ مر گیا تو اس کی موت جاہلیت والی موت ہوگی۔"

(ii) حضرت انس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"بے شک میری امت گمراہی پر اکٹھا نہیں ہو سکتی۔ جب تم کسی مسئلے میں اختلاف دیکھو تو واضح اکثریت کا اتباع کرو۔"

AnyScanner

Date: Day:

۳۔ ## عقل عام اور حجیت اجماع:۔

اجماع کے جواز اور اس کی اہمیت پر قرآن وسنت کی نصوص کے ساتھ ساتھ عقلی استدلال بھی پیش کیا جاتا ہے۔ جو امام شافعیؒ کے بقول اس طرح ہے:

"ہمیں یہ بات معلوم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کسی مسئلے میں کوئی سنت (حدیث) ہو کو یہ کچھ صحابہؓ سے کو مخفی رہ سکتی ہے۔ مگر ان کی اکثریت سے نہیں۔ ہمیں یہ بات بھی معلوم ہے۔ صحابہ کرامؓ کی اکثریت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے منقول سنت کے خلاف یا کسی خطا (غلطی) پر اکٹھا نہیں ہو سکتی۔ اگر اللہ نے چاہا۔"

۴۔ ## اجماع کی تاریخ:۔

اجماع کی تاریخ میں واضح ادوار نظر آتے ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1. ### دور اول:۔

اجماع کی تاریخ میں پہلا دور صحابہ کرامؓ کا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے اپنے سامنے آنے والے تمام ایسے مسائل و معاملات کے حل کے لیے کہ جن کا صراحت کے ساتھ قرآن وسنت میں ذکر نہیں ملتا تھا۔ اجتہاد سے کام لیتے تھے۔ یہ سلسلہ خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ کے زمانے خلافت سے شروع ہوا اور خلیفہ دوم عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں عروج کو جا پہنچا۔ حضرت عمر فاروقؓ خاص طور پر اس بات کا اہتمام فرماتے ہیں۔ کہ صحابہ کرامؓ کو جمع کریں اور ان سے مشاورت اور تبادلہ خیال کریں۔ تاکہ وہ زیر نظر معاملے میں کسی نتیجے تک پہنچ جائیں۔ اس کے بعد آپؓ حکم نافذ فرماتے تھے۔ اگر صحابہ کرامؓ میں اختلاف ہوتا تو حضرت عمرؓ متعلقہ معاملے پر مذاکرات کا سلسلہ جاری رکھتے اور فقہاء صحابہؓ کے مشورے سے کسی خاص فیصلے تک پہنچ جاتے۔

2. ### دور ثانی:۔

اجماع کی تاریخ کا دوسرا دور مجتہدین کا ہے۔ جس زمانے میں ائمہ مجتہدین نے اجتہادی کام انجام دیا۔ ایک عہد

میں دانستہ طور پر باہمی اتفاقِ رائے یا اجماع کی کوشش نہیں ہوئی۔ ہر ایک امام نے اپنے اپنے اصولوں کی روشنی میں سے اجتہاد سے کام لیا۔ البتہ یہ ضرور تھا کہ ہر امام اپنے اپنے علاقے کے اجماعات کو اہمیت دیتا تھا۔ مثلاً امام مالکؒ اہلِ مدینہ کے اجماع کو سب پر مقدم رکھتے تھے اور امام ابو حنیفہؒ اہلِ کوفہ کے مجمع علیہ مسائل کو۔

3. دورِ ثالث:-

بعد کے ادوار میں عہد صحابہؓ کے اجتہادات کو بڑی اہمیت حاصل ہوئی۔ تمام مجتہدین صحابہ کرامؓ کے اجتہادات کا خصوصی مطالعہ کرتے تھے اور ہر مجتہد اس کوشش میں ہوتا تھا کہ صحابہ کرامؓ کے اجماع سے باہر قدم نہ رکھے۔ بلکہ اختلاف کی صورت میں بھی وہ حضرات صحابہؓ کے اقوال سے باہر نہ جائے۔

6. اجماع کی اقسام:-

اجماع کی بہ اعتبار انعقاد حسب ذیل صورتیں ہیں۔

(a) اجماع صریح (b) اجماع سکوتی (c) اجماع اُصولی

a. اجماع صریح:-

اس سے مراد یہ ہے کہ ایک مسئلے پر تمام فقہا اور مجتہدین ہم رائے ہوں اور اس رائے کے قبول کرنے کی باقاعدہ صراحت کریں۔ امام شافعیؒ نے اسے مندرجہ ذیل بیان کیا ہے۔

"اور تم یا کوئی اور شخص اہلِ علم میں سے یہ نہ کہے کہ یہ بات مجمع علیہ ہے جب تک تم جس عالم سے بھی ملو اس نے یہی بات نہ کہی ہو۔"

b. اجماع سکوتی:-

اگر کسی زمانے کے کچھ مجتہدین نے صراحت کے ساتھ کسی بات پر اجماع کا اظہار کیا ہو اور باقی لوگ اس وقت وہاں موجود ہوں انہوں نے اس پر سکوت اختیار کر لیا یعنی نہ اس کی حمایت کی اور نہ مخالفت، تو ایسا "اجماع سکوتی" کہلاتا ہے۔

Date: .... Day: ....

ج. اجماعِ اصولی :-

اجماع کی تیسری صورت یہ ہے کہ کسی خاص زمانے میں مجتہدین کسی فقہی مسئلے میں مختلف رائے رکھتے ہوں۔ اس صورت میں اس زمانے کے بعد آنے والے کسی مجتہد کے لیے یہ مناسب اور موزوں نہیں کہ وہ ان سب کی رائے سے مخالف رائے قائم کرے بشرطیکہ وہاں مسئلے میں اختلاف کے باوجود کسی اصول پر سب کا اجماع ہو۔

د. صحابہ کرام رض اور چار مشہور فقہاء کے اجماع کی حیثیت :-

١. صحابہ کرام رض کا قولی اجماع :-

صحابہ کرام رض کسی مسئلے پر زبانی اتفاق کریں تو اس کا ماننا لازم ہوتا ہے۔ اس قولی اجماع کو "اجماعِ صریح" بھی کہتے ہیں۔

(٢) صحابہ کرام رض کا سکوتی اجماع :-

صحابہ کرام رض میں سے بعض اجتہاد کرتے کسی معاملے پر اتفاق کریں۔ جب کہ دیگر لوگ اس اجماع پر خاموش رہیں تو صحابہ رض کا یہ اجماع "سکوتی اجماع" کہلاتا ہے۔ فقہی اعتبار سے اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

(8). اجماع کی سند :-

اجماع کے لیے کسی دلیل کی موجودگی کی ضرورت ہے یا نہیں۔ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ مطلق قانون سازی کا حق صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے۔ کسی اور فرد یا افراد کو نہیں۔ لہٰذا اجماع کے لیے کسی سند یا بنیاد کا ہونا ضروری ہے۔ اجماع کی سند قرآن مجید اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کوئی ایک شے ہو سکتی ہے۔ لیکن کیا ایسے اجماع کی پابندی ضروری ہوگی جس کی اساس محض قیاس یا مصلحت پر ہو؟ اس بارے میں تین مسالک ہیں۔

١. عدمِ جواز ٢. جواز ٣. تیسرا مسلک

Date: .... Day: ....

۱۔ عدم جواز :-

پہلا مسلک یہ ہے کہ اجماع کے لیے کسی قیاس یا اجتہاد کو سند بنانا درست نہیں ہے۔ قیاس کی وجوہ مختلف ہوتی ہے۔ اور ایک ہی مسئلے میں دو اماموں کا قیاس دو مختلف طریقوں پر ہوتا ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں اجماع درست نہ ہو گا۔

۲۔ جواز :-

دوسرا موقف یہ ہے کہ قیاس اپنی تمام انواع کے ساتھ اجماع کے لیے سند ہو سکتا ہے۔ اس لیے کہ وہ ایک حجت شرعیہ ہے۔ چونکہ قیاس ہی نفس حجت ہے۔ اس لیے جب کوئی اجماع کسی قیاس پر مبنی ہو گا تو وہ ایسا اجماع ہو گا جو کہ کسی شرعی دلیل پر مبنی ہے۔

۳) تیسرا مسلک :-

اس مسلک کے مطابق اگر قیاس ایسا ہو جس کی علت مخصوص علیہ اور اتنی واضح ہو کہ اس کو تلاش کرنے کے لیے غور و فکر کی ضرورت نہ ہو تو اس قیاس کی بنا پر اجماع کا وقوع درست ہے۔ اگر اس کی علت اتنی مخفی ہو کہ بغیر غور و فکر کے واضح نہ ہوتی ہو تو اس پر اجماع کی بنیاد رکھنا درست نہ ہو گا۔

۹۔ خلاصہ بحث :-

ماخذ شریعت میں اجماع تیسرے نمبر پر اہم ترین ماخذ ہے۔ اہل سنت کے یہاں اجماع حجت ہے۔ اسلامی تاریخ میں بہت اہم فیصلے اجماع کے ذریعے سے منعقد ہوئے۔ یہاں تک خلفائے راشدین کی خلافت کا انعقاد بھی اجماع کے ذریعے سے ہوا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان میں مجتہد علماء کی ریاستی سطح پر ذمہ داری مقرر کی جائے کہ وہ consensus کے ساتھ مسائل شرعیہ میں پاکستانیوں کی رہنمائی کا فریضہ سر انجام دیں۔

AnyScanner

سوال نمبر: اسلام میں خواتین کی مقام اور کردار پر بحث کریں۔ اسلام زندگی کے مختلف شعبوں میں ان کے حقوق کو کیسے یقینی بناتا ہے؟ وضاحت کریں۔

1. تعارف:

اسلام نے خواتین کو بے مثال روحانی، سماجی، سیاسی اور ثقافتی مقام عطا فرمایا ہے۔ اسلام نہ صرف عورت کو مکمل شخصیت کو تسلیم کیا ہے بلکہ اس کے تمام حقوق کا بھی تحفظ کیا ہے۔ مرد اور عورت کے درمیان تعلق کے حدود مقرر ہیں۔ اسلام نے عورت کو عظمت اور احترام کا مقام عطا فرمایا ہے۔

2. قدیم تہذیبوں میں عورت کا مقام:

(ا) قدیم ہندوستان میں خواتین کی حالت:

انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا یوں بیان کرتا ہے: "ہندوستان میں محکومیت بڑا اور اہم اصول ہوا کرتی تھی۔ قانون کے مطابق عورتیں محکومی کی زندگی گزارتی تھی۔ وراثت صرف مردوں میں منتقل ہو سکتی تھی۔ اور خواتین کا اس میں کوئی حصہ نہیں تھا۔ ہندو ویدوں میں ایک اچھی بیوی کی خصوصیات یوں بیان ہوئی ہیں۔ ایک عورت جس کا جسم اور ذہن معطل رہے اس کو اس دنیا میں نیک نامی اور آخرت میں اپنے شوہر کے ساتھ مسکن ملتا ہے۔"

(ب) ایتھنز کی عورت:

ہندوستان میں روم کی عورت سے بہتر نہیں تھی۔ ایتھنز میں بھی عورت ہمیشہ کمتر سمجھی جاتی تھی۔ جو کسی مرد کے زیرِ اثر ہوتی تھی۔

3. اسلام میں عورت کا مقام و حقوق:

1. اسلام عورت کی مکمل شخصیت کو تسلیم کرتا ہے:

اولین فیمنسٹ میری وولسٹون کرافٹ کی کتاب کی اشاعت سے

Date: .... Day: ....

کیا۔ صدیوں پہلے اسلام نے عورت کو مکمل شخصیت کو تسلیم کر دیا تھا۔ جسے یورپ نے محروم رکھا تھا۔ ظلمتوں میں ڈوبی ہوئی دنیا میں اعلان الٰہی کی گونج صحرائے عرب کی وسعتوں کے لیے تازگی اور انسانیت کے لیے کا مکمل پیغام لے کر ابھری۔

ترجمہ:- "لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا۔ اس سے اس کا جوڑا بنایا پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد اور عورت پھیلا دیئے۔"

۲۔ اسلام میں عورت کا سماجی/روحانی مقام:

اسلام کے بنیادی اصولوں کے مطابق عورت ایک مکمل انسانی وجود رکھتی ہے۔ اور مرد و عورت کی روحیں بالکل یکساں ہیں۔ لہٰذا اس حوالے سے مرد اور عورت بالکل برابر ہیں۔ اسلام نے عورتوں کو مردوں کی طرح، زندگی، عزت، جائیداد اور عظمت کے حقوق عطا کئے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے کہ۔

ترجمہ:- "مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں۔ اور اپنے کو عیب نہ لگاؤ اور نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو ایمان لانے کے بعد برا نام گناہ ہے۔ اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔"

۳۔ دینی فرائض میں خصوصی رعایت:

فرائض دینی جیسے کہ یومیہ نمازیں، روزے، زکوٰۃ اور حج کی مد میں عورتوں اور مردوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لیکن کچھ خاص معاملات میں عورتوں کو مردوں پر سہولت حاصل ہے۔ مثلاً عورت کو ایام حیض کے ایام اور بچے کی پیدائش سے چالیس دنوں تک یومیہ نماز اور روزوں میں چھوٹ حاصل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابتدائی دور میں خواتین نماز کے لیے مسجد جاتی تھی لیکن بعد میں جمعہ کی نماز کا

Date: Day:

لیے امتیاز کا اور مردوں کے لیے لازمی قرار پائی۔

9. بحیثیت طفل اور بالغ:۔

کچھ عرب قبائل میں دختر کشی کی رسم کی قبولیت کے باوجود، قرآن مجید نے اس رسم سے منع فرمایا۔ اور اسے قتل کے مترادف فرمایا

ترجمہ:۔ "اور جب اس لڑکی سے جو زندہ دفنا دی گئی ہو پوچھا جائے گا۔ کہ وہ کس گناہ پر ماری گئی؟"

لڑکی کی زندگی بچانے کے علاوہ بعد میں ظلم اور تفاوت سے بچانے کے لیے اسلام نے ان کے ساتھ انصاف اور مہربانی سے سلوک کا تقاضا کیا ہے۔ اس ضمن میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند اقوال درج ذیل ہیں

"جس کی کوئی بیٹی ہو۔ وہ اسے زندہ درگور نہ کرے۔ اس کو تکلیف نہ پہنچائے بیٹوں کو اس پر فوقیت نہ دے تو خدا اسے بہشت میں داخل کرے گا" (ابن حنبل)

(b) بحیثیت زوجہ:۔

قرآن صریح وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ شادی ایک سماجی ضرورت ہے اور اس کا مقصد انسانی زندگی کی بقاء کے ساتھ ساتھ روحانی پاکیزگی اور جذباتی فلاح و تسکین حاصل کرنا ہیں۔

ترجمہ:۔ "اور اسی کے نشانات میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ ان کی طرف آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی"۔ (الروم)

(11) اپنی مرضی سے شریک حیات کا انتخاب کا حق:۔

اسلامی قوانین کے مطابق کسی بھی عورت کو اپنی مرضی کے خلاف شادی پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک لڑکی آئی اور شکایت کی کہ اس کے باپ نے اس کی مرضی کے بغیر اس کی شادی کر دی ہے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اختیار

Date: .... Day: ....

دیا (شادی کو قبول یا رد کرو).

(ii) **حق مہر شادی کا تحفہ، دولت کا حق:-**

باقی سارے حقوق کی فراہمی کے علاوہ اسلام میں خواتین کے حق مہر کے بارے میں واضح فرمان ہے کہ حق مہر جو کہ شادی کے تحفے کے طور پر شوہر ادا کرتا ہے، کو معاہدہ نکاح میں اس طرح شامل کیا جائے تاکہ اس کی ملکیت شوہر یا باپ منتقل نہ ہو سکے۔

(iii) **طلاق / خلع کا حق:-**

اسلام سے قبل عورت کو اپنے شوہر سے جس نا انصافی کا نشانہ بنائے رکھا ہوا تھا۔ سے آزادی حاصل کرنے کے لیے سماج کا دروازہ دھکے کھا کر در در میں سرگرداں ہونا پڑتا تھا۔ کیونکہ قانون میں موجود نہیں تھا۔ جو عورت کو اپنے شوہر کو چھوڑ کر آزادی اور علیحدگی کا حق دیتا۔ اسلام صراحت و وضاحت کے ساتھ عورت کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ جب بھی چاہے اپنے حق کو استعمال کر سکتی ہے۔

(c) **بحیثیت ماں:-**

اسلام میں خدا کی عبادت کے بعد والدین کے ساتھ مہربانی کو دوسرا درجہ دیا گیا ہے۔

ترجمہ:- "اور ہم نے انسان کو جسے اس کی ماں کی تکلیف پر تکلیف سہہ کر پیٹ میں اٹھائے رکھتی ہے۔ اور دو برس میں اس کا دودھ چھڑانا ہوتا ہے۔ اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی ہے۔ کہ میرا شکر کرتا رہے اور اپنے ماں باپ کا بھی۔" (لقمان)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک مشہور حدیث ہے کہ

"جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے"